سلسلہ : رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد : تیسری

رسالہ نمبر 6

الجدّ السّدید فی نفی الاستعمال عن الصعید

۱۳۳۵ھ

جنسِ زمین کے مستعمل نہ ہونے میں بہت عمدہ بیان (ت)

پیشکش : مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

رسالہ ضمنیہ

الجدّ السّدید فی نفی الاستعمال عن الصعید ۱۳۳۵ھ

جنسِ زمین کے مستعمل نہ ہونے میں بہت عمدہ بیان (ت)

سوال ۱۳ دوم:

جس طرح طہارت سے پانی مستعمل ہوجاتا ہے کہ دوبارہ وضو کے قابل نہیں رہتا تیمّم سے مٹّی بھی یوں ہی مستعمل ہوجاتی ہے یانہیں بیّنوا توجروا۔

الجواب

اقول: وباللہ التوفیق ہم اوپر بیان کر آئے کہ تراب یعنی جنس ارض دو۲ قسم ہے حقیقی جس کا بیان رسالہ **المطر السعید** میں گزرا، اور حکمی کہ وہ ہاتھ ہیں کہ بہ نیت تطہیر جنس ارض سے مس کیے گئے یہ تراب حکمی ضرور بالاجماع مستعمل ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ ہر عضو پر جدا اتصال سے مسح شرط ہے جس کا بیان ابھی افادہ نوزدہم میں گزرا اور اسی کے ثمرات سے ہیں تیمّم کی وہ ترکیبیں جو مشائخ نے مستحسن رکھیں جن میں ہتھیلی کے حصوں کو ذراع کے مختلف حصوں پر تقسیم فرمایا کہ ہر حصہ کا نئے حصہ سے مس ہوتا کہ حتی الامکان تراب مستعمل کے استعمال سے احتراز ہو **کما تقدم ذکرہ فی سابع ابحاثنا علی الوجہ السادس من وجوہ حدالتیمّم** (جیسا کہ اسکا ذکر تعریفات تیمّم میں سے چھٹی تعریف پر ہماری ساتوں بحث کے تحت گزرا۔ت) یہاں یقینا تراب مستعمل سے یہی تراب حکمی مراد ہے کہ یہ صورتیں تیمّم معہود کی ہیں اور تیمّم معہود میں تراب حکمی ہی درکار تراب حقیقی کی اصلاً حاجت نہیں بلکہ لگی ہو تو اس کے چھڑا دینے جھاڑ دینے کا حکم ہے ایک دفعہ میں نہ چھوٹے تو جتنی بار میں صاف ہوجائے پھر انھوں نے یہ ترکیبیں عام افادہ میں فرمائی ہیں اگرچہ تیمّم دُھلے پتھر پر ہو۔ رہی تراب حقیقی وہ اصلاً مستعمل نہیں ہوتی۔ جوہرہ نیّرہ میں ہے:

التیمّم لایکسب التراب الاستعمال [1]۔	تیمّم مٹی میں مستعمل ہونے کی صفت نہیں پیدا کرتا۔(ت)

طحطاوی علی الدرالمختار میں ہے: **التراب لایوصف بالاستعمال** (مٹّی مستعمل ہونے سے موصوف

[1] الجوہرۃ النیرۃ باب التیمم مطبع امدادیہ ملتان ۱/۲۷

نہیں ہوتی۔ت)**اقول:** فقیر کے نزدیک یہی تحقیق ہے اور اس پر متعدد روشن دلائل قائم **و باللہ التوفیق۔**

دلیل اوّل نصوص صریحہ یہاں مٹیاں دو۲ ہیں: ایک تو وہ جس پر ہاتھ مارے وہ تو بلاشبہہ مستعمل نہیں ہوتی جس پر اجماع کہنا کچھ مستبعد نہیں۔

لولاان عبرعنه فی غنیة ذوی الاحکام عن البرهان بالاصح المشیر الی قوت فی الخلاف مع انه فی غایة الغرابة روایة والسقوط درایة فیما اعلم واللہ تعالٰی اعلم۔	اگر غنیہ ذوی الاحکام میں بحوالہ برہان اس کی تعبیر لفظ "**اصح**" سے نہ ہوتی کہ اس لفظ سے اختلاف میں کچھ قوت ہونے کا اشارہ ہوتا ہے باوجودیکہ جہاں تک مجھے علم ہے یہ خلاف روایۃً انتہائی غریب اور درایۃً بالکل ساقط ہے اور خدائے برتر خوب جاننے والا ہے۔(ت)

فتاوٰی امام قاضیخان

اذا تیمّم (۲) الرجل عن موضع تیمّم عنه غیرہ جاز[2]۔	جب آدمی نے ایسی جگہ سے تیمّم کیا جہاں سے کسی اور نے تیمّم کیا تھا تو یہ جائز ہے۔(ت)

شلبیہ علی الزیلعی:

قال الزاھدی لو تیمّم جماعة بحجر واحد اولبنة وارض جاز کبقیة الوضوء[3]۔	زاہدی نے کہا: اگر ایک جماعت نے ایک پتھر یا پکی اینٹ یا زمین سے تیمّم کیا تو جائز ہے جیسے بقیہ آب وضو (کہ اس سے پھر کوئی دوسرا وضو کر سکتا ہے)۔(ت)

محیط سرخسی وہندیہ:

لو تیمّم اثنان من مکان واحد جاز[4]۔	اگر دو۲ نے ایک جگہ سے تیمّم کیا، جائز ہے۔(ت)

تاتارخانیہ وعالمگیری:

اذا تیمّم مرارًا من موضع واحد جاز[5]۔	اگر ایک ہی جگہ بارہا تیمّم کیا تو جائز ہے۔(ت)

---

[2] فتاوٰی قاضیخان باب التیمم مطبع نولکشور لکھنؤ ۱/۳۰

[3] شلبیہ علی تبیین الحقائق باب التیمم مطبعۃ الامیریہ بولاق مصر ۱/۳۸

[4] فتاوٰی عالمگیری باب التیمم مطبع نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۳۱

[5] الفتاوٰی التاتارخانیہ نوع فیما یجوزبہ التیمم ادارۃ القرآن کراچی ۱/۲۴۲

در مختار:

جاز تیمّم جماعۃ من محل واحد[6]۔	ایک ہی جگہ سے یک جماعت کا تیمّم جائز ہے۔(ت)

جوہرہ نیّرہ:

لوتیمّم رجل من موضع تیمّم اٰخر بعدہ منہ جاز[7]۔	اگر کسی جگہ سے ایک آدمی نے تیمّم کیا اور اس کے بعد دوسرے نے اسی جگہ سے تیمّم کیا تو جائز ہے۔(ت)

منیہ وحلیہ:

اذا تیمّم الرجل من موضع فتیمّم اٰخر من ذلك الموضع ایضاجاز[8] کما فی غیر ما کتاب من الکتب المعتبرۃ فی المذھب۔	جب آدمی نے ایک جگہ سے تیمّم کیا پھر دوسرے نے بھی اسی جگہ سے تیمّم کیا تو جائز ہے جیسا کہ مذہب کی کتب معتبرہ سے متعدد کتابوں میں موجود ہے۔(ت)

بالجملہ مسئلہ ظاہر ہے اور عبارات وافر۔

غیران الغنیۃ ابدت فیہ تشکیکا ان ھذا علی قول من لم یجعل الضربۃ من التیمّم ظاھر واما علی قول من جعلھا منہ ففیہ اشکال[9] اھ۔ **اقول:** لافرق علی القولین* ولااشکال فی البین* **اما**(۱)**اولا** فلما اعلمناك فی البحث السابع المذکوران الضرب المنوی یطھرالکفین ھو الصحیح فلا تمسحان بعد فثبت اسقاط الفرض بنفس الضرب و	بجز اس کے کہ غنیہ میں اس پر ایک تشکیک کا اظہار کیا ہے کہ "یہ ان لوگوں کے قول پر توظاہر ہے جنہوں نے ضرب کو تیمّم سے نہ قرار دیا لیکن جنہوں نے ضرب کو تیمّم سے قرار دیا ہے ان کے قول پر اس میں اشکال ہے اھ (ت)۔ **اقول:** دونوں قول کی بنیاد پر کوئی فرق نہیں نہ ہی کوئی اشکال ہے۔**اولاً:** اس لیے کہ ہم مذکورہ ساتویں بحث میں بتاچکے کہ ضرب منوی سے دونوں ہتھیلیاں پاک ہوجاتی ہیں۔ یہی صحیح ہے۔ پھر بعد میں ان پر مسح نہ ہوگا تو نفس ضرب سے اسقاطِ فرض ثابت ہوگیا اگرچہ

[6] دُرِ مختار باب التیمم مطبع مجتبائی دہلی ۱/۴۵
[7] الجوہرۃ النیرۃ باب التیمم مکتبہ امدادیہ، ۱/۲۷
[8] منیۃ المصلی باب التیمم مطبع عزیزیہ کشمیری بازار لاہور ص۱۶
[9] غنیہ المستملی باب التیمم مطبع سہیل اکیڈمی لاہور ص۸۰

ان لم یرتفع الحدث بعد العدم تجزیہ کماء غسل بہ المحدث بعض اعضائہ وھذا لایتخالف فیہ القولان فان ثبت بہ الاستعمال حصل علی کل منھما الاشکال۔ **واما ثانیا:** فلان (۱) المحدث اذا ادخل (۲) رأسہ الاناء لایصیر الماء مستعملا کمافی الخانیۃ وکذا (۳) الخف والجبیرۃ کما فی البحر والصحیح ان المسألۃ وفاقیۃ کمابینا فی الطرس المعدل والنمیقۃ الانقی من اٰخرھما وما التیمم الامسحا فلایفید الاستعمال * وبہ زال الاشکال * واللہ تعالٰی اعلم بحقیقۃ الحال *	ابھی حدث مرتفع نہ ہوا اس لیے کہ وہ ناقابل تقسیم ہے جیسے اس صورت میں، جب محدث نے پانی سے اپنے بعض اعضاء پانی سے دھولئے ہوں اور اس بارے میں کوئی دو متخالف قول نہیں تو اگر اس سے استعمال ثابت ہو تو دونوں ہی قول پر اشکال لازم آئے گا۔ **ثانیًا:** اس لیے کہ محدث جب اپنا سر برتن میں ڈال دے تو پانی مستعمل نہیں ہوتا جیسا کہ خانیہ میں ہے یہی حکم موزہ اور پٹّی کا بھی ہے جیسا کہ بحر میں ہے۔۔۔اور صحیح یہ ہے کہ یہ مسئلہ متفق علیہ ہے جیسا کہ ہم نے الطرس المعدل اور النمیقۃ الانقٰی کے آخر میں بیان کیا ہے۔ اور تیمّم مسح ہی تو ہے تو مستعمل نہ بنائے گا اور اسی سے اشکال دور ہو گیا اور خدائے برتر حقیقت حال کو خوب جاننے والا ہے (ت)

دوسری وہ مٹی کہ بعض صورتوں میں ہاتھوں کو لگتی ہے، یہ اگر جھاڑ دی گئی جیسا کہ مسنون ہے جب تو اس کے مستعمل ہونے کی کوئی وجہ نہیں کہ ہتھیلیاں نفسِ ضرب سے پاک ہوگئیں یہ مٹی پاک ہتھیلیوں کو لگی تو اُن سے مل کر مستعمل ہوسکتی ہے نہ ان سے چھوٹ کر، اور اگر نہ جھاڑی گئی اور چہرہ وہر دو دست کو لگی تو اس وقت بھی مستعمل نہ ہوگی کہ مذہب صحیح میں استعمال کے لئے انفصال شرط ہے کمافی الطرس المعدل (جیسا کہ الطرس المعدل میں گزرا۔ت) تو اگر مستعمل ہوتی تو چہرہ وذراعین سے چھوٹ کر اور کتب مذہب میں نص صریح ہے کہ وہ اسوقت بھی مستعمل نہ ہوگی یہاں تک کہ اگر تیمّم کرنے والوں کے چہرہ و دست سے جھڑی ہوئی مٹیاں جمع کرلی جائیں کہ قابل ضرب ہوجائیں اور کوئی ان سے تیمّم کرے جب بھی جائز ہے۔ [1] درایہ شرح ہدایہ امام قوام الدین کاکی پھر [2] شلبیہ علی شرح الکنز للزیلعی نیز [3] بنایہ امام عینی میں ہے:

یجوز التیمّم بالتراب المستعمل عندنا وفی قول للشافعی وفی ظاھر مذھبہ لایجوز والمستعمل ماتناثر من العضو[10] اھ۔	مستعمل مٹی سے تیمّم ہمارے نزدیک جائز ہے اور امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے اور ان کے ظاہر مذہب میں جائز نہیں اور مستعمل وہ مٹی ہے جو عضو سے جھڑے۔ (ت)

10 شلبیہ علی تبیین الحقائق باب التیمم مطبعہ امیریہ مصر ۱/۳۸

[4]حاشیہ علامہ سید احمد مصری علی الدر المختار میں ہے:

التراب لایوصف بالاستعمال ولوالذی علق بیدیه حتی لوتجمع ماعلق بایدی المتیممین یجوز علیه التیمّم[11] ۔	مٹی مستعمل ہونے سے موصوف نہیں ہوتی اگرچہ وہی مٹی ہوجوہاتھوں میں لگی ہوئی ہے، یہاں تک کہ اگر چند تیمم کرنے والوں کے ہاتھوں پر لگی ہوئی مٹی اکٹھی ہوجائے تواس پر تیمّم جائز ہے۔(ت)

توثابت ہوا کہ جنسِ ارض کسی طرح مستعمل نہیں ہوتی۔

نص[5] **اجل** امام اجل شمس الائمہ حلوانی رحمہ اللہ تعالٰی نے تصریح فرمائی کہ تیمّم میں جو منہ اور ہاتھوں پر مسح کیا جاتا ہے یہاں کوئی چیز ایسی نہیں کہ مستعمل ہوجائے۔[6]فتح القدیر میں ہے:

واختیار شمس الائمة ان المنع فی مد الاصبع والاثنتین غیر معلل باستعمال البلة بدلیل انه لومسح باصبع اواصبعین فی التیمّم لایجوز مع عدم شیئ یصیر مستعملا خصوصا اذا تیمّم علی الحجر الصلد[12] اھ وقد ذکرنا وجه هذاالخصوص اٰخر رسالتنا الطرس المعدل۔	اور شمس الائمہ نے یہ اختیار کیا ہے کہ ایک دوانگلیوں کے پھیلانے کی ممانعت اس وجہ سے نہیں کہ تری استعمال ہوگی اس دلیل سے کہ اگر تیمّم میں ایک دوانگلی سے مسح کرے تو بھی ناجائز ہے جبکہ یہاں کوئی ایسی چیز نہیں جو مستعمل ہو خصوصًا جب چکنے ٹھوس پتھر پر تیمّم ہوا ھ۔اس خصوص کی وجہ ہم نے اپنے رسالہ الطرس المعدل کے آخر میں بیان کی ہے۔(ت)

دلیل دوم: نصوص صریحہ بوجہ آخر [7]فتح القدیر میں ہے:

هل یأخذالتراب حکم الاستعمال فی الخلاصة وغیرهالوتیمم جنب اوحائض من مکان فوضع اٰخر یده علی ذلك المکان فتیمّم اجزأه والمستعمل هو التراب الذی استعمل فی الوجه والذراعین[13] اھ وهو یفید	کیا مٹی پر بھی مستعمل ہونے کا حکم لگتا ہے؟۔۔۔خلاصہ وغیرہا میں ہے کہ "اگر جنب یاحائض نے کسی جگہ سے تیمّم کیا پھر دوسرے نے اسی جگہ ہاتھ رکھ کر تیمّم کیا توکافی ہوگا اور مستعمل وہ مٹی ہے جو چہرے اور کلائیوں میں استعمال ہوئی اھ۔اس عبارت سے مٹّی کے مستعمل ہونے کا

[11] طحطاوی علی الدر المختار باب التیمم مطبع دارالمعرفۃ بیروت ۱/۱۳۲
[12] فتح القدیر مسح الراس مطبع نوریہ رضویہ سکھر ۱/۱۶
[13] فتح القدیر باب التیمم نوریہ رضویہ سکھر ۱/۱۲۰

تصور استعماله وكونه بان يمسح الذراعين بالضربة التی مسح بها وجهه ليس غير[14] اھ۔	تصور ملتاہے اور یہ کہ اس کا مستعمل ہونا بس یہی ہے کہ جس ضرب سے چہرے کا مسح کیا ہے اسی سے کلائیوں کا مسح کرے اھ۔(ت)

۸ بحر الرائق میں ہے:

فی المحیط والبدائع لوتیمّم اثنان من مکان واحد جازلانه لم یصر مستعملا لان التیمّم انما یتأدی بما التزق بیده لابما فضل کالماء الفاضل فی الاناء بعدوضوء الاول اھ وھو یفید تصور استعماله وقصره علی صورة واحدة وھی ان یمسح الذراعین بالضربة التی مسح بها وجهه لیس غیر[15]۔	محیط اور بدائع میں ہے: اگر دو۲ نے ایک ہی جگہ سے تیمّم کیا تو جائز ہے اس لیے کہ وہ جگہ مستعمل نہ ہوئی کیونکہ تیمّم تو اسی سے ادا ہو جاتا ہے جو کچھ ہاتھ میں لگ گیا ہے اس سے نہیں جو بچ رہا، جیسے وہ پانی جو پہلے شخص کے وضو کے بعد برتن میں بچ گیا ہو اھ اس عبارت سے اس کے مستعمل ہونے کا تصور ملتا ہے اور اس کا کہ وہ ایک ہی صورت میں محدود ہے اور وہ صرف یہی ہے کہ کلائیوں کا مسح اسی ضرب سے کرے جس سے چہرے کا مسح کیا ہے دوسری ضرب سے نہیں۔(ت)

۹ طحطاوی عــہ علی مراقی الفلاح میں ہے:

قال فی الفتح ھذا یفید تصور استعماله وھو مقصور علی صورة واحدة وھو ان یمسح الذراعین بالضربة التی مسح بها وجهه لاغیر[16]۔	فتح القدیر میں فرمایا: اس سے اس کے مستعمل ہونے کا تصور ملتا ہے اور یہ کہ وہ ایک ہی صورت میں محدود ہے وہ یہ کہ کلائیوں کا اسی ضرب سے مسح کرے جس سے چہرے کا مسح کیا ہے نہ کہ دوسری ضرب سے۔(ت)

عــہ نقلناعبارته لفائدتین اظهار تقریره ودفع ایراد العلامة ش عنه کما سیأتی ۱۲ منه غفرله (م)	ہم نے ان کی عبارت دو۲ فائدوں کے تحت نقل کی: (۱) ان کی تقریر کا اظہار (۲) اور اس پر علامہ شامی کے اعتراض کا دفعیہ۔ جیسا کہ عنقریب آرہا ہے ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

---

14 فتح القدیر باب التیمم نوریہ رضویہ سکھر ۱/۱۲۰

15 البحر الرائق باب التیمم مطبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۴۷

16 طحطاوی علی مراقی الفلاح باب التیمم مطبع الازہریہ بولاق مصر ص ۶۹

کیسی صریح تصریح ہے کہ مستعمل ہونا صرف تراب حکمی کے لیے ہے کہ ایک ضرب سے دو عضو کا مسح نہیں ہوسکتا اور یہ کہ اس کے سوا کوئی صورت تراب کے مستعمل ہونے کی نہیں۔

دلیل سوم: نصوص عامہ ائمہ وعلمائے قدیم وحدیث ومتون وشروح وفتاوٰی **اوّل:** بحر سے پہلے تمام ائمہ وعلمانے جملہ کتب مذہب میں تیمم کے لیے صعید طاہر کی قید لگائی جس سے ثابت وروشن کہ تیمّم کے لیے جنسِ ارض کی صرف طہارت درکار تو لازم کہ ہر صعید طاہر مطلقًا مطہر ہے کہ اگر ایسا نہ ہوتا اور جنس ارض بھی پانی کی طرح کبھی طاہر غیر مطہر بھی ہوتی تو واجب تھا کہ مطہّر کی شرط لگاتے صرف طاہر پر اکتفا صحیح نہ ہوتا مگر وہ اسی پر اطباق فرمائے ہوئے ہیں تو صراحۃً بتارہے ہیں کہ مٹّی مستعمل نہیں ہوتی [۱]قدوری [۲]تحفۃ الفقہاء [۳]ہدایہ [۴]وقایہ [۵]نقایہ [۶]مختار [۷]وافی [۸]کنز [۹]غرر [۱۰]اصلاح [۱۱]الملتقی [۱۲]نورالایضاح میں کہ سب متون معتمدہ مذہب ہیں یہی لفظ طاہر یا طہارت کہا اور شراح نے اسے مقرر رکھا۔ مختصر میں ہے: **یتیمّم بصعید طاھر**[17]۔ (پاک صعید سے تیمّم کرے۔ت) وقایہ ونقایہ ووافی وغرر واصلاح میں ہے: **علی کل طاھر من جنس الارض**[18] (جنسِ زمین سے ہر پاک پر۔ت) کنزوغیرہ میں ہے: **بطاھر من جنس الارض**[19] (جنسِ زمین کے کسی پاک پر۔ت)

ملتقی الابحر میں ہے: **شرطہ طھارۃ الصعید**[20] (اس کی شرط یہ ہے کہ صعید پاک ہو۔ت)

[۱۳]بدائع میں ہے: **ومنھا ان یکون التراب طاھرا**[21] (اور ان میں سے یہ ہے کہ مٹّی پاک ہو۔ت)

[۱۴]ہدایہ میں ہے: **لان الطیّب ارید بہ الطاھر فی النص**[22] (اس لیے کہ نص میں وارد شدہ طیّب سے مراد پاک ہے۔ت)

[۱۵]تبیین میں ہے: **صعیدا طیبا ای طاھرا**[23] (طیّب صعید پاک۔ت) اس میں نیز [۱۶]عنایہ و[۱۷]فتح و

---

17 القدوری باب التیمم مطبوعہ مجتبائی ص۱۱

18 شرح مختصر الوقایہ باب التیمم مطبع المکتبۃ الرشیدیہ دہلی ۹۸/۱

19 کنزالدقائق باب التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۱۷

20 ملتقی الابحر مع مجمع الانہر باب التیمم مطبع احیاء التراث العربی بیروت ۳۹/۱

21 بدائع الصنائع واما شرائط الرکن باب التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۵۳/۱

22 الہدایہ باب التیمم المکتبۃ العربیہ کراچی ۳۶/۱

23 تبیین الحقائق باب التیمم المطبعۃ الامیریہ بولاق مصر ۳۸/۱

[۱۸] غنیّہ میں ہے: الطاھر مراد بالاجماع[24] (پاک، بالاجماع مراد ہے۔ت)

بدائع میں ہے: معنی الطھارۃ صار مرادا بالاجماع حتی لایجوز التیمّم بالصعید النجس[25] (معنی طہارت بالاجماع مراد ہے یہاںتک کہ نجس صعید سے تیمّم جائز نہیں۔ت) [۱۹] مجمع الانہر میں ہے: الطیّب ھناك بمعنی الطاھر بدلالۃ قولہ تعالٰی ولٰکِنْ یُّرِیْدُ..[26] (طیّب یہاں پاک کے معنی میں ہے جس پر یہ ارشادِ باری تعالٰی دلالت کررہا ہے: "اور لیکن وہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کردے"۔ت) [۲۰] نہایہ وعنایہ وعامہ شروح ہدایہ میں ہے: التیمّم القصد الی الصعید الطاھر للتطھیر[27] (تیمّم کا معنی تطہیر کے لیے پاک صعید کا قصد کرنا ہے۔ت) [۲۱] جواہر اخلاطی میں ہے: قصد مخصوص الی طاھر من جنس الارض[28] (جنس زمین کے کسی پاک کی جانب مخصوص قصد۔ت) محقق علی الاطلاق و [۲۲] بحر الرائق و [۲۳] غنیّہ ذوی الاحکام کی عبارتیں تعریف چہارم میں گزریں کہ الحق انہ اسم لمسح الوجہ والیدین عن الصعید الطاھر[29] (حق یہ ہے کہ وہ پاک صعید سے چہرے اور ہاتھوں کے مسح کا نام ہے۔ت)

[۲۴] علامہ ابن کمال پاشا و مجمع الانہر کی عبارت تعریف پنجم میں گزری: ھو طھارۃ حاصلۃ باستعمال الصعید الطاھر[30] (وہ ایسی طہارت ہے جو پاک صعید کے استعمال سے حاصل ہو۔ت) بالجملہ یہ عبارت قدیمًا وحدیثًا مجمع علیہا چلی آئی سب میں پہلے فاضل ابن وہبان نے اپنے منظومہ میں لفظ مطہر لکھا حیث قال:

وعذرك شرط ضربتان ونیۃ والاسلام والمسح الصعید المطھر[31]

انہوں نے یوں کہا: اور تیرا عذر شرط ہے اور دو ضربیں، نیت، اسلام، مسح اور پاک کرنے والی صعید۔(ت)

---

24 تبیین الحقائق باب التیمم المطبعۃ الامیریہ بولاق مصر ۳۹/۱

25 بدائع الصنائع، واما بیان ما یتیمم بہ، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ۵۳/۱

26 مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب التیمم مطبع داراحیاء التراث العربی بیروت ۳۹/۱

27 العنایۃ مع فتح القدیر باب التیمم نوریہ رضویہ سکھر ۱۰۶/۱

28 جواہر اخلاطی (قلمی نسخہ) فصل فی التیمم ، ۱۱/۱

29 غنیّہ ذوی الاحکام فی بغیۃ درر الحکام باب التیمم مطبعہ کامل الکائنہ فی دارالسعادہ مصر ۲۸/۱

30 مجمع الانہر، باب التیمم، مطبع داراحیاء التراث العربی بیروت ۳۷/۱

31 منظومہ ابن وہبان

اقول: جنس ارض میں طاہر ومطہر متلازم ہیں اور قافیہ **طاھر** بوجہ دخل تاسیس قوافی غیر موسسہ میں نہ آسکتا لہذا **مطھر** کہا، مگر علامہ صاحب بحر نے یہ تدقیق نکالی کہ طاہر سے مطہر اولٰی ہے اور عبارت کنز پر کہ وہی عبارت جملہ ائمہ ہے اعتراض فرمایا جس کا بیان صدر کتاب عـہ۱ میں گزرا، طرفہ یہ کہ انہیں بحر محقق نے باتباع محقق علی الاطلاق تصریح فرمائی کہ تیمّم صعید طاہر سے مسح عضوین کا نام ہے **کما تقدم فی الوجہ الرابع** (جیسا کہ تعریف چہارم میں گزرا۔ت) جس سے ظاہر کہ کنز وجملہ ائمہ پر وہ اعتراض محض ایک جوشِ قلم تھا پھر بھی ان کے تلمیذ شیخ الاسلام غزی نے تنویر اور مدقق علائی نے در مختار اور ازہری وطحطاوی وشامی ان قریب العہد متاخرین علما نے اس میں ان کا اتباع کیا۔

بل وقع المیل الی نحوہ للعلامۃ الشرنبلالی فی شرح الوھبانیۃ اذقال تحت البیت المذکور اشتمل البیت علی شرائط التیمّم وھی ست السادسۃ الصعید الطھور وھوالذی لم تصبہ نجاسۃ والارض اذااصابتھا نجاسۃ وذھب اثرھا لم یجزالتیمم منھا ارجح الاقوال وتصح الصّلاۃ[32] علیھا۔	بلکہ ایسے ہی معنی کی طرف شرح وہبانیہ میں علامہ شرنبلالی کا بھی میلان ہوگیا ہے۔ انہوں نے مذکورہ شعر کے تحت فرمایا ہے: "یہ شعر تیمّم کی شرطوں پر مشتمل ہے اور یہ چھ ہیں۔ چھٹی شرط صعید طہور، اور یہ وہ ہے جسے کوئی نجاست نہ لگی ہو، زمین پر جب کوئی نجاست لگ جائے اور اس کا اثر جاتا رہے تو راجح ترین قول میں اس سے تیمّم جائز نہیں اور نماز اس پر درست ہے۔ (ت)

پھر ان حضرات نے بھی اس کی وجہ یہ نہ بتائی کہ تراب مستعمل سے احتراز ہے بلکہ اس زمین سے احتراز جسے نجاست پہنچی اور خشک ہو کر بے اثر ہو گئی **وقد تقدمت عبارۃ البحر والدر والباقون انما تبعوھا** (البحرالرائق اور در مختار کی عبارتیں گزر چکیں باقی حضرات نے انہی کی پیروی کی ہے۔ت) محققین نے یہ احتراز خود نفس لفظ **طاھر** سے ثابت فرمایا امام ملک العلماء کا کلام اور اس کی تحقیق تام اور یہ کہ یہی عامہ شراح ہدایہ کا مسلک عام اور یہی باقرار صاحب بحر جمہور اکابر کا مفاد کلام اور بحر کی اس میں بحث ناتمام اور اس کے جوابات موضع مرام یہ سب کچھ عـہ۲ اوپر گزرے ایضاح الاصلاح میں ہے:

عـہ۱ یعنی کتاب حسن التعمم ۱۲۔
عـہ۲ یعنی صدر کتاب حسن التعمم میں ۱۲۔

32 شرح الوہبانیۃ للعلامۃ الشرنبلالی۔

لایجوز علی مکان فیه نجاسة وقد زال اثرھا مع انه تجوز الصلاۃ فیه لانه لایخلو من اجزاء النجاسة وھی وان قلت تنافی وصف الطیب[33]۔	ایسی جگہ تیمّم جائز نہیں جس میں نجاست رہی ہو اور اس کا اثر زائل ہوگیا ہو باوجودیکہ اس میں نماز جائز ہے۔اس لیے کہ وہ جگہ نجاست کے اجزا سے خالی نہ ہوگی اور نجاست اگرچہ کم ہو مگر طیّب و پاکی کے منافی ہے۔(ت)

شرح نقایہ برجندی میں ہے:

المراد بالطاھر الکامل لتخرج ارض اصابتھا نجاسة[34]۔	طاہر سے مراد طاہر کامل ہے تاکہ وہ زمین خارج ہوجائے جسے نجاست لگی ہو۔(ت)

نورالایضاح و مراقی الفلاح میں ہے:

(بطاھر) طیب وھوالذی لم تمسه نجاسة ولوزالت بذھاب اثرھا[35]۔	پاک و پاکیزہ سے اور یہ وہ ہے جس پر کوئی نجاست نہ لگی ہو اگرچہ ایسی نجاست جو اثر کے ختم ہونے سے زائل ہوگئی ہو۔(ت)

تنبیہ جلیل: اقول: وباللہ التوفیق (میں اللہ تعالٰی کی توفیق سے کہتا ہوں۔ت) یہ دلائل ظاہرہ باہرہ کہ ہم نے تقریر کئے انہیں کے ضمن میں وہ شبہات حل ہوگئے کہ دو۲ مسئلوں کی تقریر دلیل میں کلمات معللین سے گزرتے۔

پہلا مسئلہ: تیمّم کی ترکیب احسن کہ یوں یوں کرے تاکہ حتی الامکان استعمال مستعمل سے بچے جس کا بیان دلیل اوّل میں گزرا کہ یہ تراب حکمی کا ذکر ہے وہ بیشک مستعمل ہوتی ہے۔علامہ شامی نے منحۃ الخالق میں اس کی دوسری تاویل چاہی کہ استعمال سے مراد استعمال صوری ہے۔

ولم یستقم له لانھم ذکروا بعدہ مایعیّن الاستعمال الحقیقی قال فی البحر بعد ذکر صفة التیمّم ھو الاحوط لان فیه احترازا عن استعمال المستعمل بالقدر	یہ تاویل راست نہ آئی اس لیے کہ ان حضرات نے اس کے بعد وہ ذکر کیا ہے جس سے استعمال حقیقی کی تعیین ہوجاتی ہے۔بحر میں تیمّم کا طریقہ بتانے کے بعد لکھا ہے: "وہی احوط ہے اس لیے

[33] ایضاح الاصلاح

[34] شرح النقایۃ للبرجندی فصل فی التیمم مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۴۷

[35] مراقی الفلاح باب التیمم مطبع الازہریۃ المصریہ مصر ص ۶۸

الممکن فان التراب الذی علی یدہ یصیر مستعملا بالمسح حتی لوضرب یدیہ مرۃ ومسح بھما وجھہ وذراعیہ لایجوز[36] اھ ومثلہ فی الحلیۃ ومجمع الانھر وغیرھما وھوبرمتہ ماخوذ من البدائع۔	کہ اس میں بقدر ممکن مستعمل کے استعمال سے احتراز ہے اس لیے کہ ہاتھ پر جو مٹّی ہے وہ مسح سے مستعمل ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اگر اپنے دونوں ہاتھ ایک بار مار کر ان سے چہرے اور کلائیوں کا مسح کر لیا تو جائز نہیں" اھ۔ اسی کے مثل حلیہ اور مجمع الانہر وغیرہما میں ہے اور یہ پورا کلام بدائع سے ماخوذ ہے۔ (ت)
قال فی المنحۃ قولہ یصیر مستعملا بالمسح فیہ نظر لانہ ان استعمل باول الوضع یلزم ان لایجزئ فی باقی العضو والایستعمل باول الوضع کالماء لایلزم ما ذکرہ وھوکذلك یؤیدہ ماقالہ العارف فی شرح ھدیۃ ابن العماد عن جامع الفتاوی وقیل یمسح بجمیع الکف و الاصابع لان التراب لایصیر مستعملا فی محلہ کالماءاھ ولذا عبر بعضھم فی ھذہ الکیفیۃ بقولہ والاحسن اشارۃ[عہ] الی تجویز خلافہ[37] اھ۔	منحۃ الخالق میں ہے ان کا کلام "مسح سے مستعمل ہو جاتی ہے" محل نظر ہے اس لیے کہ اگر پہلی بار رکھنے ہی سے مستعمل ہو تولازم آئے گا کہ باقی عضو میں کافی نہ ہو اور اگر اول وضع سے مستعمل نہ ہو جیسے پانی تو وہ لازم نہ آئے گا جو انہوں نے ذکر کیا۔ اور یہ ایسا ہی ہے۔ اس کی تائید اس سے ہوتی ہے جو صاحب معرفت نے ہدیہ ابن العماد کی شرح میں جامع الفتاوٰی سے نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے، کہاگیا پوری ہتھیلی اور انگلیوں سے مسح کرے گا اس لیے کہ مٹّی اپنے محل میں مستعمل نہیں ہوتی جیسے پانی اھ۔ اسی لیے بعض حضرات نے اس طریقہ کو "احسن و بہتر" سے تعبیر کیا ہے تاکہ اس کے خلاف کے جواز کی طرف اشارہ ہو اھ۔ (ت)

عــہ **اقول:** تجویز (۱) الخلاف مصرح بہ فی الذخیرۃ والبزازیۃ والحلیۃ والغنیۃ وغیرھا فلاحاجۃ الی التمسك فیہ باشارۃ ۱۲ منہ غفرلہ (م)	**اقول:** صورت خلاف کے جواز کی ذخیرہ، بزازیہ، حلیہ، غنیّہ وغیرہا میں صراحت موجود ہے تو اس بارہ میں اشارہ سے تمسّک کی کوئی ضرورت نہیں۔ ۱۲ منہ (ت)۔

[36] البحرالرائق، باب التیمم، مطبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۴۶

[37] منحۃ الخالق مع البحر مطبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۴۶

اقول: ھذا بحمدالله تعالٰی ماقدجنحنا الیه* وقدمنا تحقیقه بمالامزیدعلیه*وان الاحتراز الذی ارادہ الصدور*غیرمیسورولامقدور* بل(۱) احسنیته ایضا لامحل لھا لانه ان صار مستعملا لم یجز والافالتکلف لایحسن لکونه اشتغالا بمالایجدی۔ قال الاّ ان یقال المراد انه یصیر مستعملا صورة لاحقیقة[38]اھ۔ **اقول:** (۲) بل ھو مستعمل صورة وحقیقة الاتری الی تعریف التیمّم فی البدائع وکثیر من الکتب انه استعمال الصعید فی عضوین مخصوصین وفی التبیین والجوھرة استعمال جزء من الارض وفی التنویر استعماله بصفة مخصوصة وفی الایضاح طھارة حاصلة باستعمال الصعیدوقد قال العلامة ش الاستعمال ھو المسح المخصوص کما تقدم کل ذلك فی التعریفات فلاشك ان التراب یستعمل فی العضوین کالماء فی الاعضاء انما الکلام فی انه ھل یسلب بذلك وصف الطھوریة ام لاالم تسمع الی قول الدرایة والبنایة یجوزالتیمّم بالتراب المستعمل[39]عندنا فقد	**اقول:** یہ بحمداللہ تعالٰی وہی ہے جس طرف ہم مائل ہوئے اور جس کی تحقیق ہم نے پہلے اس حد تک کر دی ہے جس پر اضافہ کی گنجائش نہیں اور ہم نے یہ بھی بتایا کہ یہ حضرات اعلام جو احتراز چاہتے ہیں وہ میسر نہیں اور مقدور بھی نہیں بلکہ اس طریقہ کے احسن ہونے کا بھی کوئی موقع نہیں اس لیے کہ وہ مٹی اگر مستعمل ہو گی تو آگے کفایت ہی نہ کرے گی اور مستعمل نہ ہوئی تو تکلّف کوئی اچھی چیز نہیں کہ یہ بے فائدہ امر میں مشغولی ہے۔علامہ شامی نے فرمایا: مگر یہ کہا جائے کہ مراد یہ ہے کہ وہ صورۃً مستعمل ہے حقیقۃً نہیں اھ۔(ت) **اقول:** بلکہ وہ صورۃً بھی مستعمل ہے حقیقۃً بھی۔ بدائع اور دوسری بہت سی کتابوں میں تیمّم کی تعریف پر نظر کیجئے "وہ دو مخصوص عضووں میں استعمال صعید کا نام ہے"۔ تبیین اور جوہرہ میں ہے: زمین کے کسی جز کا استعمال۔۔۔ تنویر میں ہے: اس کا ایک مخصوص طور پر استعمال۔۔۔ ایضاح میں ہے: وہ طہارت جو صعید کے استعمال سے حاصل ہو۔۔۔ خود علامہ شامی فرما چکے ہیں: "استعمال یہی مسح مخصوص ہے"۔ جیسا کہ یہ ساری باتیں تعریفات میں گزر چکی ہیں۔ تو اس میں شک نہیں کہ دونوں عضووں میں مٹّی استعمال ہوتی ہے جیسے پانی اعضاء میں استعمال ہوتا ہے۔۔۔۔ کلام صرف اس میں ہے کہ کیا اس استعمال سے طہوریت کی صفت سلب ہوتی ہے یا نہیں؟۔۔۔ درایہ و بنایہ کے الفاظ سن چکے کہ "ہمارے نزدیک مستعمل مٹّی سے تیمّم جائز ہے"۔

---
38 منحۃ الخالق مع البحر باب التیمم مطبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۴۶
39 البنایۃ شرح الہدایۃ باب التیمم مطبع الامدادیۃ مکۃ المکرمۃ ۱/۳۲۴

سمیاہ مستعملا وابقیاہ طھورا نعم یراد فی الماء بالمستعمل المسلوب الطھوریة کنایة لانہ حکمہ فان اریدھا ھذا کان الحاصل ان ھذا التراب یصیر مسلوب الطھوریة صورة لاحقیقة وھذ الایکاد یرجع الی طائل۔

قال ولکن الفرق ظاھر بین ھذا وبین قولہ حتی لوضرب یدیہ مرة الخ تأمل[40] اھ۔ **اقول**: (۱) رحمکم اللہ ورحمنابکم انماعرض لکم ھذالعدم الفرق بین الترابین الحقیقی والحکمی الحکمی یصیر مسلوب الطھوریة حقیقة وھوالمرادھھنا قطعا فلا تاویل ولاخلف غیرانہ لایجدیھم لانہ مادام فی عضوواحد لایصیر مستعملا بالاجماع* والاوجب لکل عضو ضربات وھومنتف بلانزاع* بل (۲) علی کراھتہ اجماع* وبالجملة لم اعلم لھذا الاحتیاط* وجھًا یحصل بہ للقلب نشاط*

فانقلت یلزمھم مثل ذلك فی مااستحسنوا فی صفة مسح الرأس والاذنین

انہوں نے مستعمل بھی کہا اور اسے طہور بھی باقی رکھا۔ ہاں پانی میں مستعمل سے کنایۃً وہ مراد ہوتا ہے جس کی طہوریت سلب ہوچکی ہو اس لیے کہ مستعمل پانی کا یہی حکم ہے۔۔۔۔۔ اگر یہ مراد ہو تو حاصل یہ ہوگا کہ یہ مٹی صورۃً مسلوب الطھوریۃ ہوتی ہے حقیقۃً نہیں۔ اور اس کا کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔ (ت) علامہ شامی فرماتے ہیں: "لیکن فرق ظاہر ہے اس میں اور ان کے اس قول میں کہ "یہاں تک کہ اگر اپنے دونوں ہاتھوں کو ایک بار مارا اور ان سے چہرے اور کلائیوں کا مسح کرلیا تو جائز نہیں"۔ تامل کرو اھ (ت)

اقول: اللہ آپ پر رحمت فرمائے اور آپ کی برکت سے ہم پر بھی رحمت فرمائے۔ یہ سب تراب حقیقی وتراب حکمی کے درمیان فرق نہ کرنے کی وجہ سے آپ کو درپیش ہوا۔ تراب حکمی سے طہوریت حقیقۃً سلب ہوجاتی ہے اور وہی یہاں قطعًا مراد ہے تو نہ کسی تاویل کی ضرورت ہے نہ کوئی خلف لازم آرہا ہے۔ علاوہ اس کے کہ یہ ان کے لیے سُودمند نہیں کیونکہ مٹی جب تک ایک عضو میں رہے بالاجماع مستعمل نہیں ہوتی ورنہ ہر عضو کے لیے متعدد ضربیں واجب ہوں اور بلااختلاف ایسا ہرگز نہیں بلکہ اس کی کراہت پر اجماع ہے۔ بالجملہ میرے علم میں اس احتیاط کی کوئی ایسی وجہ نہیں جس سے قلب کو نشاط حاصل ہو۔ (ت)

اگر یہ اعتراض ہو کہ اسی طرح کا کلام اس پر بھی لازم آئے گا جو سر، دونوں کان، اور

---

40 منحۃ الخالق مع البحر باب التیمم، مطبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ۱/۱۴۶

والرقبة کما ذکرہ فی الخلاصة والعنایة والمنیة وفی الحلیة عن الزاھدی عن البحر المحیط وفی النھر وغیرھا من الاسفار الغروقال فی الحلیة تواردھا غیرواحد من المتاخرین من غیرتعقب[41]اھ وھذا لفظ الخلاصة استیعاب(۱)الرأس سنة وکیفیته ان یبل کفیه واصابع یدیه ویضع بطون ثلثة اصابع من کل کف علی مقدم الرأس ویعزل السبابتین والابھامین ویجافی الکفین ویجرھما الی مؤخر الرأس ثم یمسح الفودین بالکفین ویمسح ظاھر الاذنین بباطن الابھامین وباطن الاذنین بباطن السبابتین حتی یصیرماسحًا بلل لم یصر مستعملا[42] اھ زادالتالیان والنھر ویمسح رقبته بظاھر الیدین وزاد غیرالخلاصة والمنیة ھکذا روت عائشة رضی اللہ تعالٰی عنھا مسح رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم[43]اھ قال فی الحلیة اللہ تعالٰی اعلم به نعم مااشتملت علیه الکیفیة المذکورة من انه یمسح ظاھراذنیه بباطن ابھامیه وباطن اذنیه بباطن مسبحتیه ھو السنة فی مسحھما کما تقدم	گردن پر مسح کے طریقہ میں علمانے عمدہ قرار دیا ہے جیسا کہ اسے خلاصہ، عنایہ منیہ میں اور حلیہ میں زاہدی سے وہ بحر محیط سے اور نہر وغیرہا کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ اور حلیہ میں لکھا ہے اس طریقہ پر متاخرین میں سے متعدد حضرات کا بغیر کسی تنقید کے توارد ہوا ہے اھ۔ خلاصہ کے الفاظ یہ ہیں: "سر کا استیعاب سنّت ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی ہتھیلیاں اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں تر کرے اور ہر ہتھیلی کی تین انگلیوں کا پیٹ، سر کے اگلے حصہ پر رکھے اور شہادت کی انگلیوں اور انگوٹھوں کو الگ کیے رہے اور ہتھیلیوں کو بھی جدا رکھے اور انگلیوں کو سر کے پچھلے حصہ تک کھینچ لائے پھر دونوں کروٹوں کا ہتھیلیوں سے مسح کرے اور کانوں کے اوپری حصہ کا انگوٹھوں کے پیٹ سے اور کانوں کے اندرونی حصہ کا شہادت کی انگلیوں کے پیٹ سے مسح کرے تاکہ اس کا مسح ایسی تری سے ہو جو مستعمل نہ ہوئی"۔۔۔۔۔اس پر عنایہ، منیہ اور نہر نے یہ اضافہ کیا: "اور گردن کا ہاتھوں کے اوپری حصہ سے مسح کرے"۔ خلاصہ ومنیہ کے علاوہ نے یہ بھی لکھا: "اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسح بیان کیا" اھ۔۔۔۔۔۔ حلیہ میں فرمایا: اللہ تعالٰی اسے خوب جاننے والا ہے۔ ہاں مذکورہ طریقہ جس امر پر مشتمل ہے یعنی یہ کہ اپنے کانوں کے اوپری حصہ کا انگوٹھوں

41 حلیہ

42 خلاصۃ الفتاوٰی الفصل الرابع فی المسح مطبع نولکشور لکھنؤ ۱/۲۶

43 العنایۃ مع فتح القدیر سنن الوضو مطبع نوریہ رضویہ سکھر ۱/۲۹

فی حدیث عمرو بن شعیب واخرجه ابن ماجة ایضا بسند صحیح عن ابن عباس رضی الله تعالٰی عنهما عن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم بمعناه[44] اھ۔

اقول: کلافان ثمه بلة تنفد بالمدفارادوا استحفاظها کیلا یحتاج الی ماء جدید قال(۱) فی الفتح امامارُوی انه صلی الله تعالٰی علیه وسلم اخذ لاذنیه ماء جدیدا فیجب حمله علی انه لفناء البلة قبل الاستیعاب واذا انعدمت البلة لم یکن بدمن الاخذ کمالوانعدمت فی بعض عضو واحد[45]اھ اماھهنا فلیس الاوصف حکمی اکسبته الضربة الید لتطهیر عضو واحد فلایزول مادامت الید علی احدالاعضاء الثلثة اعنی الوجه والذراعین ثم رأیت العلامة سعدی افندی قال علی قول العنایة حتی یصیر ماسحابلل لم یصرمستعملا مانصه اقول حقیقة وان لم یصر مستعملا حکما فی عضو واحد فلا یخالف ماسیأتی بعد اسطر[46]اھ

کے پیٹ سے اور کانوں کے اندرونی حصہ کا شہادت کی انگلیوں کے پیٹ سے مسح کرے یہی ان دونوں کے مسح میں مسنون ہے جیسا کہ عمرو بن شعیب کی حدیث میں گزرا اور ابن ماجہ نے بھی بسند صحیح اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے، نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اسی کے معنی میں روایت کیا اھ۔ (ت)

اقول: (میں کہتا ہوں۔ت) ہر گز نہیں۔ وہاں کچھ تری ہے جو پھیلانے سے ختم ہو جاتی ہے تو وہاں مقصد یہ ہے کہ وہ تری محفوظ رہے تاکہ نئے پانی کی ضرورت نہ ہو۔ فتح القدیر میں ہے: "یہ جو مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کانوں کے لئے نیا پانی لیا تو اسے اس پر محمول کرنا ضروری ہے کہ استیعاب سے پہلے تری ختم ہوجانے کی وجہ سے ایسا ہوا۔ جب تری ختم ہو جائے تو نیا پانی لینا ضروری ہے جیسے ایک ہی عضو کے کسی حصے میں تری ختم ہو جائے تو یہی حکم ہے" اھ لیکن یہاں تو صرف ایک حکمی وصف ہے جو ایک عضو کی تطہیر کے لیے ضرب نے ہاتھ کو عطا کیا تو جب تک ہاتھ تینوں اعضا۔۔۔ چہرے اور کلائیوں میں سے کسی ایک پر رہے گا یہ وصف بھی رہے گا۔ پھر عنایہ کی عبارت (یہاں تک کہ اس کا مسح ایسی تری سے ہو جو مستعمل نہ ہوئی) پر علامہ سعدی افندی کی یہ تحریر میں نے دیکھی: میں کہتا ہوں جو مستعمل نہ ہوئی یعنی حقیقۃً استعمال نہ آئی

---

44 حلیہ

45 فتح القدیر سنن الوضوء مطبع نوریہ رضویہ سکھر ۱/۲۵

46 حاشیہ چلپی مع فتح القدیر مطبع نوریہ رضویہ سکھر ۱/۲۹

ای عـہ مایفید عدم استعمال الماء فی عضو واحد۔ **اقول:** ھذا عین مافھمتہ وللہ الحمد وقد انقطع بہ نزاع طال فردہ الامام العلامۃ الزیلعی و وافقہ المحقق علی الاطلاق وتبعھما ابن امیرالحاج بانہ لایفید لانہ لابد من الواضع والمدفان کان مستعملا بالوضع الاول فکذا بالثانی فلایفید تاخیرہ [47] اھ بل قال الامام فقیہ النفس الاستیعاب فی مسح الرأس سنۃ وصورۃ(۱) ذلک ان یضع اصابع	اگرچہ ایک عضومیں حکماً مستعمل نہ ہو تو یہ اس کے برخلاف نہیں جو چند سطر بعد آرہاہے" اھ۔ یعنی وہ جس سے ایک عضو میں پانی کے مستعمل نہ ہونے کاافادہ ہوتا ہے۔ (ت) **اقول:** بعینہٖ یہی میں نے بھی سمجھا۔ وللہ الحمد۔ اس سے ایک طویل نزاع کاخاتمہ ہوگیا جسے امام علامہ زیلعی نے رَد کیا اور محقق علی الاطلاق نے ان کی موافقت کی اور ابن امیر الحاج نے ان دونوں حضرات کی پیروی فرمائی کہ اس طریقہ سے کوئی فائدہ نہیں اس لیے کہ رکھنا اور پھیلانا ضروری ہے تواگر پہلی بار رکھنے سے ہی تری مستعمل ہو گئی تودوسری بار سے بھی ایسا ہی ہوگا پھر اسے مؤخر کرنا بے فائدہ ہےاھ۔ بلکہ امام فقیہ النفس نے فرمایا: "سر کے مسح میں استیعاب سنّت ہےاور اس کاطریقہ یہ ہے کہ اپنے دونوں

عـہ وھوقول العنایۃ روی الحسن فی المجرد عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ اذامسح ثلثا بماء واحدکان مسنونافان قیل قدصارالبلل مستعملا بالمرۃ الاولی فکیف یسن امرارہ ثانیاوثالثا اجیب بانہ یأخذحکم الاستعمال لاقامۃ فرض اٰخر لا لاقامۃ السنۃ لانھا تبع للفرض الاتری ان الاستیعاب یسن بماء واحد [48] اھ۱۲ منہ غفرلہ(م)

عنایہ کی عبارت یہ ہے: حسن نے مجرد میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی ہے، کہ جب ایک ہی پانی سے تین بار مسح کرے تو مسنون ہی ہوگا اگراعتراض ہوکہ تری توپہلی بار میں مستعمل ہو گئی پھر دوسری تیسری بار اسے گزارنا کیسے مسنون ہوگا، تواس کاجواب یہ دیاگیا ہے کہ کوئی دوسرافرض ادا کرنے کے لیے وہ مستعمل کاحکم رکھتی ہے سنت کی ادائیگی کے لیے نہیں۔ دیکھئے کہ استیعاب ایک ہی پانی سے مسنون ہےاھ ۱۲منہ غفرلہ (ت)

---

47 غنیۃ المستملی کتاب الطہارت سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۴

48 العنایۃ مع فتح القدیر سنن الوضوء مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۰

یدیہ علی مقدم رأسہ وکفیہ علی فودیہ ویمدھما الی قفاہ فیجوز واشار بعضھم الی طریق اٰخر احترازا عن استعمال الماء المستعمل الا ان ذلك لایمکن الا بکلفۃ ومشقۃ فیجوز الاول ولایصیر الماء مستعملا ضرورۃ اقامۃ السنۃ[49] اھ فان(۱)کل ذلك مبناہ علی اخذ الاستعمال بمعنی الحکمی وانما المراد الحقیقی ای لیصیر ماسحابلل طری لم یذھب بالمسح ولم یستقلہ الاستعمال*والعلم بالحق عند ذی الجلال*	ہاتھوں کی انگلیاں سر کے اگلے حصّہ پر،اور دونوں ہتھیلیاں کروٹوں پر رکھے اور دونوں کو گدّی تک کھینچ لے جائے تو جائز ہے اور بعض حضرات نے ایک اور طریقہ کی طرف اشارہ کیا ہے تاکہ مستعمل پانی کے استعمال سے بچاؤ ہو مگر وہ زحمت ومشقت کے بغیر ممکن نہیں تو پہلا طریقہ بھی جائز ہے اور ادائے سنّت کی ضرورت کے باعث پانی مستعمل نہ ہوگا"اھ۔ اس لیے کہ ان سب کی بنیاد اس پر ہے کہ استعمال کو حکمی کے معنی میں لے لیا ہے حالانکہ مراد حقیقی ہے۔یعنی اس کا مسح ایسی تازہ تری سے ہو جو مسح سے نہ ختم ہوئی نہ استعمال سے کم ہوئی۔اور حق کا علم رب ذوالجلال کے یہاں ہے۔(ت)

دوسرا مسئلہ: کہ ایک ہی جگہ پر دونوں ضربیں ہونا یا ایک جگہ سے ایک شخص کا چند بار خواہ یکے بعد دیگرے ایک جماعت کا تیمّم کرنا سب رواہے اس کی تعلیل میں فرمایا کہ یہ مٹّی تو ایسی ہے جیسے ایک ۲ شخص کے وضو کے بعد لوٹے میں بچا ہوا پانی کہ دوبارہ خواہ دوسرے کو اس سے وضو جائز ہے استعمال تو اس کا ہوا جو ہاتھ میں آئی۔ یہ تقریر علامہ برجندی وفاضل عبدالحلیم رومی نے بطور تنزل ذکر فرمائی کہ مٹّی مستعمل نہیں ہوتی اور بالفرض ہو بھی تو وہ ہو گی جو اعضا کو لگ کر جھڑی نہ یہ جس پر ضرب کی، شرح نقایہ میں ہے:

(علی کل طاھر)متعلق بضربتین لایقال فح یدل الکلام علی ان الضربتین تکونان علی موضع واحد مع ان التراب یصیر مستعملا بالضربۃ الاولی لانا نقول لوسلم ذلك فالتراب المستعمل ھوالذی ینتثر من الوجہ والیدین لاالذی وضع	(ہر پاک پر) اس کا تعلق "ضربتین" سے ہے۔یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ تب تو کلام اس پر دال ہوگا کہ دونوں ضربیں ایک ہی جگہ ہوں باوجودیکہ پہلی ضرب سے مٹّی مستعمل ہوجائے گی۔اس لیے کہ اس کے جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ اگر اسے تسلیم بھی کرلیا جائے تو مستعمل مٹّی وہ ہو گی جو چہرے اور ہاتھوں سے جھڑے۔

49 فتاوٰی قاضیخان باب الوضوء والغسل مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۱۷

الید علیه صرح به صاحب الخلاصة[50]۔	وہ نہیں جس پر ہاتھ رکھا گیا۔ صاحبِ خلاصہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے"۔(ت)

بعینہٖ اسی طرح حاشیہ درر میں ہے:

ولفظه فی الجواب قلت کون التراب مستعملا غیر مسلم ولئن سلم فالتراب المستعمل[51] الخ۔	جواب میں ان کے الفاظ یہ ہیں: میں کہوں گا۔ مٹّی کا مستعمل ہونا تسلیم نہیں۔ اور اگر تسلیم بھی کرلیا جائے تو مستعمل مٹّی الخ۔(ت)

ظاہر ہے کہ یہ کچھ محلِ اشتباہ نہیں ہاں خلاصہ و محیط و بدائع کی عبارتیں کہ فتح و بحر سے دلیل دوم میں گزریں بلااظہار تنزل ہیں۔

(۱) خلاصہ ہی کی عبارت جامع الرموز میں لی اور بجائے ضرب شخص دیگر ضرب دیگر سے تصویر کی کہ:

لوضرب علی طاھر للوجه ثم علیه للید اجزأه لان المستعمل ھو التراب المستعمل فی الوجه والید کما فی الخلاصة[52]۔	اگر کسی طاہر پر چہرے کے لیے پھر اسی پر ہاتھ کے لیے ضرب لگائی تو کافی ہے اس لیے کہ مستعمل وہ مٹّی ہے جو چہرے اور ہاتھ میں استعمال ہوئی۔ جیسا کہ خلاصہ میں ہے۔(ت)

اسی کے مثل بزازیہ و مراقی الفلاح میں ہے اول نے فرمایا:

التیمّم بموضع تیمّم به اٰخریجوز لانه لم یرفع مستعمل الاول[53]۔	ایسی جگہ سے تیمّم جائز ہے جہاں سے کوئی اور تیمّم کرچکا ہو اس لیے کہ اس نے پہلے کی استعمال کی ہوئی مٹّی نہ اٹھائی۔(ت)

اور ثانی نے:

لعدم صیرورته مستعملا لان التیمّم بمافی الید[54]۔	اس لیے کہ وہ مستعمل نہ ہوئی اس لیے کہ تیمّم اس سے ہوا جو ہاتھ میں لگی۔(ت)

50 شرح النقایۃ للبرجندی، فصل فی التیمم مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/ ۴۷

51 الدرر علی الغرر باب التیمم مطبع درسعادۃ مصر ص۲۶

52 جامع الرموز باب التیمم مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/ ۶۹

53 فتاوٰی بزازیہ مع الہندیہ الخامس فی التیمم نورانی کتب خانہ پشاور ۴/ ۱۷

54 مراقی الفلاح ، باب التیمم ، مطبعہ الازہریۃ المصریہ مصر ص۶۹

(۲) اور محیط و بحر کے مثل شامی میں نہر سے ہے کہ:

لم یصر مستعملا اذ التیمم انما یتأدی بما التزق بیدہ لابما[55] فضل عہ۔	مستعمل نہ ہوئی اس لیے کہ تیمّم اس سے ادا ہوتا ہے جو ہاتھ میں لگی ہوئی ہو، اس سے نہیں جو بچی ہوئی ہے۔ (ت)

(۳) اور بدائع کے مثل حلیہ اور اسی طرح شلبیہ میں ولوالجیہ سے ہے کہ:

التراب المستعمل ماالتزق بید المتیمّم الاول لامابقی علی الارض[56]۔	مستعمل مٹی وہ ہے جو پہلے تیمّم کرنے والے کے ہاتھ میں لگی ہو وہ نہیں جو زمین پر بچ رہی۔ (ت)

اخیر کے لفظ میں:

جازلان التراب لایصیر مستعملا لان المستعمل ماالتزق بیدیہ وھو کفضل	جائز ہے اس لیے کہ مٹّی مستعمل نہیں ہوئی کیونکہ مستعمل تو وہ ہے جو ہاتھوں میں لگی ہو اور یہ اس

عـہ تمامہ فیہ واذاکان علی حجر املس فیجوز بالاولی[57] اھ وکتبت علیہ **اقول**: انما(۱) یزید الاملس بان لیس فیہ مایلتزق بالید ولایوجب ذلك اولویتہ بالجواز فان المضروب علیہ الید اذن سواء فی الحکم ارضاکان اوحجرا وانفصال شیئ منھا لامنہ لایوجب تفاوتھما فی ھذاوان تفاوتا فی ان شیئا من اجزائھا مستعمل وھوالملتزق بالید لامن اجزائہ ۱۲منہ غفرلہ(م)	اس میں پوری عبارت یہ ہے: اور جب چکنے پتھر پر ہو تو بدرجہ اولٰی جائز ہے اھ اس پر میں نے یہ لکھا **اقول**: چکنے پتھر میں یہ بات بڑھی ہوئی ہے، کہ اس میں ایسی کوئی چیز نہیں جو ہاتھ میں چپکے۔ یہ بات اس کے بدرجہ اولٰی جواز کی موجب نہیں۔ اس لیے کہ جس پر ہاتھ مارا جائے اس وقت دونوں ہی کا حکم یکساں ہے زمین ہو یا پتھر۔ زمین سے کچھ جدا ہونا اور پتھر سے کچھ جدا نہ ہونا اس حکم میں ان دونوں کا تفاوت لازم نہیں آتا اگرچہ دونوں کا اس امر میں تفاوت ہے کہ زمین کے اجزا سے کچھ استعمال میں آتا ہے اور یہ وہ ہے جو ہاتھ سے چپک گیا اور پتھر کے اجزا سے کچھ استعمال میں نہیں آتا۔ ۱۲منہ غفرلہ (ت)

---

55 ردالمحتار باب التیمم مطبع مصطفی البابی مصر ۱/۱۷۵

56 ردالمحتار باب التیمم مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۱۷۵

57 حلیہ

مافی الاناء[58]۔	پانی کی طرح ہے جو برتن میں بچ رہا۔(ت)

(۴) علامہ ابراہیم حلبی نے دیکھا کہ مٹّی کا ہاتھوں میں لگنا یا چہرہ ودست پر مسح کیا جانا موجبِ استعمال نہیں ہو سکتا جیسے پانی کہ جب تک بعد استعمال عضو سے انفصال نہ ہو مستعمل نہ ہوگا للذا قید انفصال زائد کی کہ:

جاز لانه لم یصر مستعملا انما المستعمل ما ینفصل عن العضو بعد المسح قیاسا علی الماء[59]۔	جائز ہے اس لیے کہ مٹّی مستعمل نہ ہوئی۔ مستعمل تو وہ ہے جو مسح کے بعد عضو سے جدا ہو، یہ پانی پر قیاس کرتے ہوئے ہے۔(ت)

شامی میں اسے نقل کرکے مقرر رکھا۔

اقول: یہی ہے وہ جسے فاضلین برجندی ورومی نے تنزل میں لیا اور یہی ہے وہ جسے امام قوام الدین کاکی وامام بدرالدین عینی نے صراحۃً فرمایا کہ مذہب حنفی میں اس سے تیمّم جائز ہے امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو خلاف ہے بالجملہ ان عبارات کا تنوّع یوں آیا:

والتأمل لایخفی علیه الفرق اذاامعن النظر ان شاء الله تعالٰی۔	اور تامّل کرنے والا نگاہِ غور کرے تو اس پر فرق مخفی نہ رہے گا اگر اللہ نے چاہا۔(ت)

رہا کشفِ شبہہ وہ بحمداللہ تعالٰی امام محقق علی الاطلاق و خاتمۃ المحققین علّامہ زین بن نجیم رحمہما اللہ تعالٰی نے بروجہ احسن فرمادیا انہی عبارات کو نقل کرکے اولًا فرمایا ان سے سمجھا جاتا ہے کہ مٹّی کا مستعمل ہونا بھی ایک صورت رکھتا ہے جس سے روشن کہ اس کا مستعمل ہونا غایت خفا میں ہے پھر اس صورت کی تعیین فرمائی کہ جس ضرب سے ایک عضو پر مسح کیا اس سے دوسرے پر نہیں کرسکتا اور صاف فرمادیا لاغیر۔ لیس غیر (نہ کہ دوسری ضرب سے۔ت) بس صرف یہی ایک صورت ہے اور اصلًا کوئی شکل نہیں جس میں مٹّی پر حکم استعمال طاری ہو یہ بداہۃً اسی تراب حکمی کا حکم ہے کہ حقیقی یہاں قطعًا ساقط النظر بلکہ مسنون الازالہ ہے تو ثابت ہوا کہ **مستعمل فی الوجه والید** (چہرہ وہاتھ میں استعمال شدہ مٹّی۔ت) یا **مستعمل الاول** (پہلے کی استعمال شدہ مٹّی۔ت) یا **مافی الید** (ہاتھ میں استعمال شدہ۔ت) درکنار کہ تراب حکمی کے صاف محتمل ہیں **ماالتزق بیده** (جو اس کے ہاتھ سے چپک جائے۔ت) سے بھی یہی مراد ہے یعنی وہ وصفِ تطہیر کہ کفین نے مساس ارض بالنیۃ سے حاصل کیا۔

اقول اولًا: یہ خود عبارت محیط وبحر ونہر وغیرہم سے روشن کہ انہوں نے حصر فرمایا کہ تیمّم اسی سے

---

[58] حاشیۃ شلبیۃ علی التبیین باب التیمم المطبعۃ الامیریۃ بولاق مصر ۱/۳۹

[59] ردالمحتار، باب التیمم مطبع مصطفی البابی مصر ۱/۱۸۶

ادا ہوتا ہے جو ہاتھ میں لگے یہ حصر صحیح نہیں ہوسکتا مگر تراب حکمی میں کہ حقیقی کا ہاتھ میں لگا ہونا قطعًا ضرور نہیں خصوصًا نہر کا اس کے بعد فرمانا کہ چکنے پتھر پر ہو تو بالاولٰی جائز صراحۃً تناقض ہوجائے گا کہ وہاں حقیقی کا کون سا ذرّہ ہاتھ میں لگے گا۔

ثانیًا: ایک صاف بات ہے مستعمل نہ ہوگا مگر مطہر کہ جب یہ دوسرے سے رفع نجاست حکمیہ کرتا ہے وہ اس سے منتقل ہو کر اس میں آجاتی ہے لہٰذا دوبارہ تطہیر کے قابل نہیں رہتا اور جو مطہر ہے وقتِ تطہیر اس کا وجود لازم کہ مطہر مفید طہارت ہے نہ کہ مُعِد اور تیمّم معہود میں وقت مسح وجہ وذراعین تراب حقیقی کا وجود لازم نہیں، تو ثابت ہوا کہ تیمّم معہود میں تراب حقیقی مطہر نہیں اور جب مطہر نہیں تو مستعمل بھی نہیں ہوسکتی **وھو المطلوب** (اور یہی مطلوب ہے۔ت) اگر کہئے تیمّم غیر معہود میں تو تراب حقیقی ہی مطہر ہے، چاہئے وہاں مستعمل ہوجائے۔

اقول: ہم نے یہ کہا تھا کہ ہر مستعمل ہوجانے والے کا مطہر ہونا ضرور نہ یہ کہ ہر مطہر کا مستعمل ہونا لازم یہ کلماتِ علما جن سے شبہ گزرتا ہے تیمّم معہود ہی میں تھے اس میں ہم نے مبرہن کردیا کہ تراب حقیقی ہرگز مراد نہیں بالجملہ ان کلمات کا۔

اولًا: نفیس وصحیح وصریح ورجیح محمل تو یہی ہے کہ مراد تراب حکمی ہے۔

ثانیًا: ممکن کہ کلام تنزل پر مبنی ہو جس طرح فاضلین برجندی ورومی نے واضح کیا۔

ثالثًا: ممکن کہ استعمال سے مراد استعمال حقیقی ہو جیسا علامہ سعدی افندی نے عبارات اولٰی میں افادہ فرمایا یعنی ضرب سے جنس ارض مستعمل نہ ہونے پر استدلال مقصود ہے وہ نفی لازم سے ادا فرمایا گیا کہ استعمال حکمی کو استعمال حقیقی لازم تو فرماتے ہیں کہ یہ کیونکر مستعمل ہو حالانکہ حقیقۃً مستعمل نہیں حقیقۃً استعمال تو اسی مٹّی کا ہے جو ہاتھوں میں لگی۔

رابعًا: کم از کم یہ عبارات موردِ احتمالات ہیں اور وہ نصوص کہ ہم نے ذکر کیے، صریح تو انہیں پر تعویل لازم۔

خامسًا: یہ دلیل ' کی تقریر میں ہیں جو مذہب منقول نہیں اور وہ نصوص خاص مسائل کے احکام ہیں خصوصًا وہ بھی اس طرح کہ مذہب حنفی میں مٹّی حکم استعمال نہیں پاتی اس میں خلاف امام شافعی کو ہے توبحمدہٖ تعالٰی آفتاب کی طرح روشن ہوا کہ جنس ارض تیمّم سے اصلًا مستعمل نہیں ہوتی نہ وہ جس پر ضرب کی نہ وہ کہ اعضا پر مسح کی گئی۔

ھکذا ینبغی التحقیق واللہ سبحٰنہ ولی التوفیق وبہ ظھران الصواب مع العلامۃ ط فی نفی الاستعمال عن التراب علی الاطلاق والرد(۲) علیہ من العلامۃ ش حیث قال انما المستعمل ماینفصل عن العضو بعد المسح شرح المنیۃ	اسی طرح تحقیق ہونی چاہئے اور خدائے پاک ہی مالک توفیق ہے۔۔۔ اس تحقیق سے یہ بھی عیاں ہوگیا کہ مٹّی سے مطلقًا استعمال کی نفی میں علامہ طحطاوی درستی پر ہیں۔ اس پر علامہ شامی نے یہ لکھا ہے"کہ مستعمل وہ مٹّی ہے جو مسح کے بعد عضو سے جدا ہو، شرح منیہ۔

ونحوہ ماقدمناہ عن النھر وھوالمذکور فی الحلیۃ فافھم [60] اھ اشار بہ کعادتہ کمانبہ علیہ فی خطبتہ الی الرد علی السیّد ط غیرسدید بل یجب ارجاع مافی الحلیۃ والغنیۃ والنھرالی مایوافق ماذکرالسید لانہ المنصوص علیہ فی المذھب واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا ومولٰینا محمد واٰلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ وبارك وسلم اٰمین والحمدللہ ربّ العٰلمین۔	اسی کے ہم معنی وہ بھی ہے جو نہر سے ہم نے پہلے ذکر کیا اور یہی حلیہ میں بھی مذکور ہے، فافہم۔ تو سمجھنا چاہئے "اھ۔ اس کلام سے حسب عادت انہوں نے۔۔۔۔۔ جیسا کہ اپنے خطبہ میں تنبیہ کی ہے۔۔۔۔۔۔ سیّد طحطاوی کے رَد کی طرف اشارہ کیا ہے مگر یہ تردید صحیح نہیں بلکہ لازم ہے کہ حلیہ، غنیّہ اور نہر کی عبارتوں کی وہ تاویل کی جائے جو بیانِ سیّد طحطاوی کے موافق ہو اس لیے کہ مذہب میں وہی منصوص ہے۔۔۔۔ اور خدائے پاک وبرتر خوب جانتاہے۔ اور اللہ تعالٰی رحمت فرمائے ہمارے آقا ومولٰی محمد اور ان کی آل، اصحاب، فرزند اور گروہ پر اور برکت وسلامتی بھی۔۔۔۔ اور ساری خوبیاں سارے جہانوں کے مالک خداہی کے لیے ہیں۔ (ت)

(رسالہ ضمنیہ الجد السدید ختم ہوا)

60 ردالمحتار باب التیمم مطبع مصطفی البابی مصر ۱/۱۸۶